کالا ستمبر

اردن اور فلسطین کے درمیان جنم لینے والا تاریخی تنازعہ

تحریر: گلریز شمسی

فہرست

کالا ستمبر کا پس منظر 3

جنگ کرامی 5

ریاست کے اندر ریاست... 8

ڈاؤسن فیلڈ ہائی جیکنگ...................................... 10

مارشل لاء کا نفاذ اور جنگ کا آغاز.......................... 12

مصری مداخلت اور جنگ بندی............................... 15

اردن سے فلسطینیوں کا انخلاء............................... 17

کالا ستمبر تنظیم اور اسکی کاروائیاں....................... 18

کالا ستمبر کا پس منظر

اسرائیل کے قیام سے تقریبا سات سال قبل ،سن انیس سو بیالیس میں اقوام متحدہ کی جانب سے ایک قرارداد پاس کی گئی جس میں مغربی کنارے کو فلسطین کا حصہ قرار دے دیا گیا – عربوں نے چند نا معلوم وجوہات کی بنا پر اقوام متحدہ کی جانب سے پاس کردہ اس قرارداد کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا اور کچھ عرصے بعد پڑوسی ملک اردن نے اپنی افواج اس علاقے میں داخل کیں اور اسرائیل کے قیام کے دو سال بعد سن انیس سو اکیاون میں مغربی کنارے کو اردن میں ضم کر لیا گیا -

مغربی کنارے میں آباد فلسطینی باشندوں کو اردنی حکومت کی جانب سے اٹھائے گئے اس قدم سے خاطر خواہ فائدہ پہچا- انھیں اردن کی سرزمین پر نا صرف اردنی شہریوں کے برابر معاشی اور معاشرتی حقوق حاصل ہو گئے بلکہ انھیں اردن کی پارلیمنٹ میں پچاس فیصد نمائندگی بھی دے دی گئی- اردن کو یہ قدم اٹھانے کی ضرورت اس لیے پیش

آئی کیوں کہ اردن کے بادشاہ شاہ حسین کا خیال تھا کہ فلسطینی جہادی تنظیم فلسطین لبریشن آرگنائزیشن کے زیر نگیں مغربی کنارے کا علاقہ (جسکی سرحد اردن کی سرحد سے ملی ہوئ ہے) اردن میں ہاشمی خاندان کی بادشاہت کے لیے خطرہ بن سکتا ہے لہذا انھوں نے اس علاقے میں مقیم فلسطینیوں کو اردنی شہریوں کے برابر حقوق دے کر اس علاقے کو اردن میں ضم کر لیا – یہ وہ وقت تھا جب فلسطینیوں کو عربوں ، خاص کر اردن ،مصر اور شام کی جانب سے مکمل حمایت حاصل تھی-

جنوری سن انیس سو پینسٹھ میں مغربی کنارے میں قیام پذیر فلسطینی قوم پرست تنظیم "فتح" کے کارکنوں نے سرحد پار اسرائیلی علاقہ جات پر حملوں کا سلسلہ شروع کیا جسکے نتیجے میں اسرائیل کی جانب سے بھی جوابی حملوں کی شکل میں عسکری کاروائیوں کا سلسلہ شروع ہوگیا-

سن انیس سو چھیاسٹھ میں "فتح" نامی اس فلسطینی قوم پرست تنظیم کی جانب سے بچھائ گی بارودی سرنگوں کی زد میں آکر تین اسرائیلی فوجی جان بحق ہوگئے جس کے نتیجے میں جوابی کاروائی کے طور پر تیرہ نومبر سن

انیس سو چھیاسٹھ کو اسرائیل نے مغربی کنارے پر حملہ کر دیا – اس حملے کے نتیجے میں اردن کے زیر انتظام مغربی کنارے کے علاقے " ال سامو" کو کافی نقصان پہچا- اردن کے شاہ حسین کو اسرائیل کی جانب سے کی گئی اس کاروائی پر شدید صدمہ پہچا اور انھوں نے اس کے خلاف شدید احتجاج کیا –

جھڑپوں کا سلسلہ یونہی چلتا رہا آخر کار جون سن انیس سو سڑسٹھ میں مصر، شام ، اردن اور فلسطین لبریشن آرگنائزیشن کی مشترکہ فورسسز کے ساتھ اسرائیلی فوج کا ایک چھ روزہ معرکہ ہوا جس میں اسرائیل نے تن تنہا چار ممالک کا بہادری سے مقابلہ کرتے ہوئے مغربی کنارے کا علاقہ فتح کر لیا-

جنگ کرامی

جب مغربی کنارے کے علاقے پر اسرائیل کا قبضہ ہو گیا یعنی یہ علاقہ اردن کے کنٹرول سے نکل گیا تو "فتح" نامی تنظیم کے جنگجووں نے اردن کی سرزمین سے اسرائیل کے خلاف جارحانہ کاروائیوں کا ایک بار پھر آغاز کر دیا-

اس بار انھوں نے اردن کے علاقے "کرامی" کو اپنا گڑھ بنایا-

اٹھارہ مارج سن انیس سو اڑسٹھ کو اس تنظیم نے اسرائیلی بچوں سے بھری ہوئی ایک اسکول بس کو نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں دو افراد جاں بحق جبکہ دس بچے شدید زخمی ہوگئے- اس تنظیم نے تین ماہ سے بھی کم عرصے میں اسرائیلی فوجیوں اور عام شہریوں پر اڑتیس حملے کئے- انھی وحشیانہ حملوں کا بدلہ لینے کی غرض سے سن انیس سو اڑسٹھ میں ہی اسرائیلی فورسسز کے چند دستے

اردن کی سرحد پار کرکے کرامی کے علاقے میں داخل ہوئے اور فلسطین لبریشن آرگنائزیشن کے ٹھکانوں پر حملہ کر دیا – یاد رہے کہ فلسطین لبریشن آرگنائزیشن، "فتح" نامی تنظیم کی سرپرستی کر رہی تھی - فلسطین لبریشن آرگنائزیشن کے ٹھکانوں پر اسرائیلی حملے کے بعد اسرائیلیوں اور فلسطینی جنگجووں کے درمیان ایک زبردست معرکہ ہوا جو کہ چوبیس گھنٹے جاری رہا- اس موقع پر بھی اردنی فوج نے فلسطینیوں کا بھرپور ساتھ دیا – اس معرکے کے نتیجے میں دو سو فلسطینی جنگجو ہلاک ہوئے جبکہ ڈیڑھ سو کو قیدی بنا لیا گیا- اس کے ساتھ ساتھ مرنے والوں میں تقریبا ساٹھ اردنی فوجی بھی شامل تھے- اردن اور فلسطین کے ساتھ ساتھ اسرائیل کو بھی اس معرکے میں جانی اور مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑا اور تقریبا تیس اسرائیلی فوجی اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے، سو سے زائد زخمی ہوئے اور انکی کئی گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں-

اس معرکے میں کس کو فتح ہوئی اور کس کو شکست ہوئی یہ فیصلہ کرنا کافی مشکل ہے - اسرائیلیوں نے اگرچہ کرامی کے علاقے میں قائم فلسطین لبریشن آرگنائزیشن کے ٹھکانے تباہ کر ڈالے مگر وہ اس تنظیم کے لیڈر یاسر

عرفات کو گرفتار کرنے میں ناکم رہے- اسرائیل کی اسی ناکامی کو فلسطینیوں اور اردنی افراد نے اپنی کامیابی سمجھا اگرچہ انھیں اس معرکےمیں اسرائیلیوں کی نسبت کافی بھاری جانی نقصان کا سامنا کرنا پڑا تھا-

ریاست کے اندر ریاست

کرامی کے معرکے میں اسرائیلی فوج کو فلسطینی مجاہدین کے ہاتھوں شکست کا سامنا کرنا پڑا یا نہیں اس حقیقت سے آج تک پردہ نا اٹھ سکا مگر اس معرکے کے بعد اردنی حکومت اور عوام کو فلسطینیوں کے ہاتھوں جس ذلت اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑا اسکی نظیر شاید تاریخ میں نہیں ملتی – کرامی کے معرکے میں نام نہاد فرضی فتح کے بعد فلسطینی مجاہدین کے دماغ ساتویں آسمان پر جا پہچے- ان مجاہدین کو تقریبا تمام عرب ممالک کی کھلی حمایت حاصل تھی یہی وجہ تھی کہ ان کی تربیت کے لیے عراق اور شام نے گوریلا ٹریننگ پروگرام شروع کیےاور ساتھ ہی ساتھ خلیج فارس سے تعلق رکھنے والے ممالک نے کویت کی سربراہی میں ان مجاہدین کی مالی امداد کے لیے فنڈز بھی اکھٹے کرنے شروع کر دیئے – اسی کھلی حمایت کا نتیجہ

تھا کہ ایک سال کے قلیل عرصے میں "فتح" نامی فلسطینی تنظیم نے اسی سے زائد ممالک میں اپنے شاخیں قائم کر لیں- اب چونکہ فلسطینی جہادی تنظیمیں بے حد مضبوط ہو چکیں تھیں لہذا انھوں نے اردنی ریاست کے نافذ کردہ قوانین کی کھلے عام خلاف ورزی شروع کر دی اور ساتھ ہی ساتھ اردن میں قیام پذیر فلسطینی پناہ گزینوں کے لئے نا صرف خود سے قوانین وضع کرنا شروع کردیئے بلکہ عوام سے ٹیکس بھی وصول کرنے لگیں- اس طرح ریاست کے اندر ایک اور نئی ریاست نے جنم لیا- یہ صورت حال اردنی حکومت کے لئے کسی طور بھی قابل قبول نا تھی جس کے باعث اردنی حکام کی جانب سے کئی بار فلسطینی پناہ گزینوں کو تنبیہہ بھی کی گئی- اس طرح کی تنبیہات کا کوئ خاطر خواہ مثبت نتیجہ تو برآمد نہ ہوسکا مگر فلسطینی مجاہدین اردنی بادشاہت کے خلاف ہوگئے اور آخر کار سن انیس سو ستر میں فلسطین لبریشن آرگنائزیشن کے زیر سایہ متعدد فلسطینی تنظیموں نے کھلے عام ہاشمی خاندان کی بادشاہت کی برطرفی کا مطالبہ کر دیا - اگر بات صرف برطرفی کے مطالبے تک ہی محدود رہتی تو بھی اردن اور فلسطین کے درمیان مصالحت ممکن تھی مگر ان نام نہاد مظلوم ، دکھی، معصوم اور

نہتے فلسطینیوں نے اردن کے شاہ حسین پر دو بار قاتلانہ حملے کئے جن کے باعث اردنی حکومت اور عوام کے دلوں سے فلسطینیوں کے لیے رہی سہی ہمدردی بھی ختم ہوگئی اور اردنی حکام نے فلسطینیوں (خاص طور پر فدائین) کو اردن سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔

اگرچہ اس وقت تک حالات بہت خراب ہو چکے تھے مگر شاہ حیسن کی خواہش تھی کہ فلسطینیوں کو امن و امان کے ساتھ اردن کی سرزمین سے رخصت کیا جائے اور ان کے خلاف کوئ فوجی کاروائی نا کی جائے تاکہ انھیں دیگر ممالک خاص کر اسلامی ممالک کی جانب سے تنقید کا سامنا نا کرنا پڑے۔ ابھی شاہ حسین اور دیگر اردنی حکام فلسطینیوں کو پر امن طریقے سے رخصت کرنے کی منصوبہ بند ی کر ہی رہے تھے کہ ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس نے اردنی حکومت کو فلسطینیوں کے خلاف عسکری قوت کے استعمال پر مجبور کردیا۔

ڈاؤسن فیلڈ ہائی جیکنگ

ہوا کچھ یوں کہ دس ستمبر سن انیس سو ستر کو اردن میں پناہ گزیں فلسطینی فدائین (پاپولر فرنٹ فار لبریشن آف

فلسطین) نے چار مسافر طیارے اغوا کیے اور ان میں سے تین طیاروں کو اردن کے علاقے زرقا کے نزدیک ایک صحرا (ڈاوسن فیلڈ) میں زبردستی اتار لیا گیا ۔ طیاروں میں موجود تقریبا ستر سے زائد یہودی اور امریکی مسافروں کو یرغمال بنایا گیا اور خالی طیاروں کو بین الاقوامی پریس کے سامنے بارود سے اڑادیا گیا ۔ چوتھا طیارہ جو کہ ہالینڈ کے دارلحکومت ایمسٹرڈم سے محو پرواز تھا اسے بھی فلسطینی مجاہدین نے ہائ جیک کیا مگر کچھ ہی دیر بعد سکیورٹی حکام کے ہاتھوں ایک ہائی جیکر مارا گیا اور اسکی ساتھی عورت لیلی خالد کو گرفتار کر لیا گیا ۔

مارشل لاء کا نفاذ اور جنگ کا آغاز

ڈاوسن فیلڈ ہائی جیکنگ کے بعد مصالحت کی کوئی راہ نا پاتے ہوئے اردن کے شاہ حیسن نے سولہ ستمبر سن انیس سو ستر کو ملک میں مارشل لاء نافذ کر دیا اور سترہ ستمبر سن انیس سو ستر کو اردنی افواج کو دارالحکومت عمان اور اربد سمیت ان تمام علاقوں میں تعینات کر دیا گیا جہاں فلسطینی فدائین بکثرت قیام پذیر تھے-

اٹھارہ ستمبر سن انیس سو ستر کو شامی فوج کے تین دستے تین سو ٹینکوں سمیت فدائین کی مدد کے لیے اردن میں داخل ہوئے اور اربد شہر کی جانب بڑھے- اربد وہ شہر ہے جسے مارشل لاء کے نفاذ سے پہلے فلسطینی "لبریٹڈ سٹی" یعنی آزاد شہر قرار دے چکے تھے – جس دن شامی فوج کے دستے اردن میں داخل ہوئے اسی شام اردن کے شاہ حیسن نے اپنی کابینہ کا ہنگامی اجلاس طلب کیا جس میں تمام وزراء سے اس وقت کی موجودہ صورت حال سے متعلق ان کی آراء طلب کی گئیں – کابینہ کے آدھے وزراء اس بات کے حق میں تھے کہ اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے امریکہ یا برطانیہ سے

مدد کی درخواست کی جائے جبکہ آدھے وزراء کا خیال تھا کہ عربوں کا معاملہ عربوں تک ہی محدود رکھا جائے اور اس میں امریکہ یا برطانیہ کو ملوث نا کیا جائے – چونکہ معاملہ ملکی سلامتی کا تھا لہذا کافی بحث تکرار کے بعد آخر کار امریکہ یا برطانیہ سے مدد طلب کرنے کا فیصلہ کیا گیا- برطانیہ نے چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر اس معاملے میں مداخلت سے انکار کر دیا مگر امریکہ نے شاہ حیسن کی درخواست پر اپنے بحری اور زمینی فوجی دستے اردن اور اس کے آس پاس کے علاقہ جات میں تعینات کر دیئے – اس وقت کے امریکی صدر رچرڈ نکسن اور وزیر خارجہ ہنری کسنجر کے مطابق امریکی فوجی دستوں کی اردن میں تعیناتی کا مقصد بحالی امن کے ساتھ ساتھ ان 54 امریکی ،برطانوی اور جرمن افراد کی بازیابی بھی تھا جنھیں فلسطینیوں نے ڈاوسن فیلڈ ہائی جیکنگ کے بعد یرغمال بنایا تھا- حقیقت بھی یہی ہے کہ اگر امریکی فوجی دستوں کی تعیناتی عمل میں نا آئی ہوتی تو بڑی حد تک ممکن تھا کہ مصر اور دیگر عرب ممالک بھی فلسطینیوں کی ہمدردی میں اردن کے خلاف فوجی کاروائی میں اپنا حصہ ڈال دیتے-

بائیس ستمبر سن انیس سو ستر کو اردنی افواج نے پاکستان کے سابق صدر اور چیف آف آرمی اسٹاف جنرل محمد ضیاء الحق (جو اس وقت جنرل کے عہدے پر فائز نا تھے بلکہ بحیثیت برگیڈیئر اردن میں تعینات تھے اور اردنی افواج کو عسکری تربیت فراہم کر رہے تھے) سمیت دیگرماہر فوجی افسران کی سربراہی میں ایک زمینی اور فضائی مہم کا آغاز کیا جسکے اختتام پر اربد شہر سے نا صرف شامیوں کا مکمل انخلاء عمل میں آیا بلکہ فلسطینیوں اور شامیوں دونوں کو بھاری جانی نقصان بھی اٹھانا پڑا- کہا جاتا ہے کہ اس آپریشن کے دوران گیارہ دن کے مختصر عرصے میں اردنی افواج نےتقریبا بیس ہزار فلسطینی قتل کیے-

اسرائیل کے ملٹری لیڈر موشے ڈین کا دعوا ہے کہ جتنے فلسطینی اردنی افواج نے گیارہ دن میں قتل کئے اتنے اسرائیلی فوج بیس سال کے طویل عرصے میں بھی نہیں کرسکی –

شامی فوج کے انخلاء کے بعد بھی اردنی افواج نے عمان میں موجود فلسطینی فدائین کےہیڈ کواٹرز پر شیلنگ کا سلسلہ جاری رکھا اور بہت سے بڑے بڑے نامی گرامی جہادی لیڈران کو گرفتار بھی کر لیا گیا –

مصری مداخلت اور جنگ بندی

ایک طرف تو فلسطینیوں کے خلاف اردنی افواج پے درپے کامیابیاں حاصل کر رہی تھی دوسری طرف اردن کے شاہ حسین پر دیگر عرب ممالک کی جانب سے جنگ بندی کے لئے مسلسل دباؤ بڑھ رہا تھا – ستائیس ستمبر سن انیس سو ستر کو مصر کے مرحوم صدر جمال عبدالناصر کی کوششوں سے اردن اور فلسطین کے سربراہان کے درمیان سیز فائر کا معاہدہ طے پایا اور معاہدے کے اگلے روز مصری صدر جمال عبدالناصر دل کا دورہ پڑنے کے باعث

انتقال کرگئے- معاہدے پر دستخط سے پہلے اردنی افواج تمام مقبوضہ علاقوں کا کنٹرول اپنے ہاتھ میں لے چکی تھیں اور جمال عبدالناصر کی وفات کے بعد فلسطینی اس گمان میں تھے کہ شاید اب سیز فائر کے اس معاہدے کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہی مگر شاہ حسین نا صرف اس معاہدے پر قائم رہے بلکہ انھوں نے فلسطینیوں اور دیگر عرب ممالک کے خدشات دور کرنے کی خاطراحمد توکن نامی ایک فلسطینی کو اردن کا وزیر اعظم بھی مقرر کردیا –

سیز فائر کے بعد میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے شاہ حسین نے انکشاف کیا کے کہ اردنی افواج نے صرف عمان کے علاقے میں فلسطین لبریشن آرگنائزیشن کے تین سو ساٹھ زیر زمین ٹھکانے دریافت کیے اور تقریبا بیس ہزار فلسطینی شر پسندوں کو گرفتار کیا- اردن اور فلسطین کے درمیان باقاعدہ خانہ جنگی کا آغاز مارشل لاء کے نفاذ کے بعد سولہ ستمبر سن انیس سو ستر کو ہوا اور سیز فائر کی شکل میں با قاعدہ اختتام ستائیس ستمبر کو ہوا یہی وجہ ہے کہ اس تنازعہ کا نام ستمبر کے مہینے سے منسوب کر کے "کالا ستمبر" رکھ دیا گیا –

اردن سے فلسطینیوں کا انخلاء

سیز فائر کے بعد اصولا تو امن و امان قائم ہو جانا چاہئیے تھا مگر بدقسمتی سے اردنی فوج اور فدائیوں کے درمیان چھوٹی موٹی جھڑپوں کا سلسلہ جاری رہا- تیرہ اکتوبر سن انیس سو ستر کو فلسطینی سربراہ یاسر عرفات اور اردن کے شاہ حسین کے درمیان ایک اور معاہدہ طے پایا جس میں فلسطینی فدائین کی اردن میں موجودگی کو قانونی شکل دینے کا فیصلہ کیا گیا- مگر فلسطینیوں کو ایک بار پھر عزت راس نا آئی اور انھوں نے شر پسندانہ کاروائیوں کا سلسلہ جاری رکھا جسکے نتیجے میں اردنی افواج کو ایک بار پھر ایکشن لینا پڑا- جنوری سن انیس سو اکہتر کو تمام فدائین کو بہ زور طاقت تمام شہروں سے باہر نکلنے پر مجبور کیا گیا اور یکےبعد دیگرے تقریبا دو ہزار فدا ئیوں نے ہتھیار ڈال دیئے- ہتھیار ڈالنے والے فدائیوں کو گرفتار کرنے کے بجائے اردنی حکام نے براستہ شام، لبنان جانے کی اجازت دے دی –

کالا ستمبر تنظیم اور اسکی کاروائیاں

ہتھیار ڈالنے والے فدائین کو براستہ شام ، لبنان جانے کی اجازت دینے کا فیصلہ اگرچہ اسلامی بھائی چارے کو فروغ دینے کی خاطر کیا گیا تھا مگر اس فیصلے کی بھاری قیمت اردن اور لبنان دونوں کو ادا کرنی پڑی - ان فدائیوں نے اردن کی حکومت سے انتقام لینے کی غرض سے ایک تنظیم قائم کی جسکا نام گذشتہ تنازعے کے نام پر "کالا ستمبر تنظیم " رکھا گیا - اس تنظیم نے اپنی انتقامی کار وائی کا آغاز سن انیس سو اکہتر میں اس طرح کیا کہ اس وقت کے اردنی وزیراعظم واصفی اتل کو بے دردی کے ساتھ قتل کر دیا گیا – واصفی اتل ان اردنی کمانڈرز میں سے ایک تھے جو کالا ستمبر تنازعہ کے دوران اردنی فوج کے دستوں کی سربراہی کر رہے تھے- واصفی اتل کے قتل کے بعد اردنی حکام کے خلاف انتقامی کاروائی کی مزید راہ نہ پاتے ہوئے اس تنظیم نے اپنی سرگرمیوں کا رخ اسرائیل کی جانب موڑ دیا اور سن انیس سو بہتتر میں جرمنی کے شہر میونخ میں ہونے والے اولمپک مقابلوں کے دوران اس تنظیم کے کارکنوں نے مغربی جرمنی سے تعلق رکھنے والے ایک پولیس اہلکار کو

گولیوں کا نشانہ بنایا اور اسرائیل کے گیارہ رکنی وفد کو اغوا کرکے قتل کردیا۔

یہی امن پسند اور نہتے فدائین سن انیس سو پچھتر میں لبنان میں شروع ہونے والی خانہ جنگی کا باعث بنے جو کہ تقریبا ساڑھے پندرہ سال جاری رہی جسکے اختتام پر لبنان کے ایک بہت بڑے رقبے پر شام کا قبضہ ہوگیا ، جنوبی لبنان میں ہنگامے پھوٹ پڑے، لبنان کے عیسائی اکثریتی علاقہ جات جنھیں اسرائیل سپورٹ کر رہا تھا اسرائیل کے قبضے میں چلے گئے، شیعہ دہشت گرد تنظیم حزب اللہ کا

قیام عمل میں آیا ، ہزاروں افراد اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے اورپھر اردن کی طرح لبنان سے بھی فلسطین لبریشن آرگنائزیشن کے دہشت گردوں کو نکال باہر کیا گیا ۔

ختم شد ------------------

حوالہ جات: واشنگٹن رپورٹ مڈل ایسٹ افیئرز ، کلچر اینڈ کسٹم آف جارڈن ، عرب نیشنل ازم ان دا ٹوئنٹتھ سینچری، سول وار بریک ڈاون ان جارڈن بی بی سی